بچیوں کو نماز سکھانے کے لیے عورت نماز میں آواز بلند کر سکتی ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک اسلامی بہن نماز کی ادائیگی کے وقت اپنی چھوٹی بچیوں کو اپنے ساتھ جائے نماز پر کھڑا کر لیتی ہیں اور انہیں نماز سکھانے کی غرض سے اول تا آخر نماز کے تمام اذکار و تلاوت بلند آواز سے پڑھتی ہیں تاکہ بچیاں سیکھ سکیں۔ کسی نے ان کو بتایا کہ سکھانے کی نیت سے اس طرح بلند آواز سے تلاوت و ذکر کرنا، نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا واقعی سکھانے کی نیت سے بلند آواز سے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نماز میں کسی کو کچھ سکھانا تبھی مفسدِ نماز ہوتا ہے جب نمازی نماز میں الفاظ و کلمات سے کسی کو کوئی بات، معنیٰ یا مفہوم سمجھائے، اگرچہ وہ الفاظ و کلمات فی نفسہ ذکر الٰہی یا قرآن کی آیات ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ اس صورت میں یہ کلام الناس یعنی گفتگو کرنے کے زمرے میں آجاتا ہے، اور نماز میں گفتگو سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر نماز میں الفاظ و کلمات سے مقصود تلاوت و ذکر ہی ہو، فقط بلند آواز سے مقصود کسی کو کچھ بتانا یا سکھانا ہو، تو یہ الفاظ و کلمات سے کسی کو کچھ سکھانا نہیں بلکہ آواز کی بلندی سے سکھانا یا بتانا ہے، اور محض آواز کی بلندی کلام الناس نہیں، اس لیے اس کے ذریعے کسی کو کچھ بتانا یا سکھانا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

سوال میں بیان کردہ صورت دوسری ہے یعنی نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن اگر قراءت واذکار کو اسلامی بہن اتنی بلند آواز سے پڑھیں جس پر شرعی اعتبار سے جہر کی تعریف صادق آتی ہے، یعنی اتنی بلند آواز کہ اگر وہاں کچھ صفوف تصور کی جائیں تو ان میں ایک پوری صف وہ آواز سن سکے، تو درج ذیل خرابیاں لازم آئیں گی :

(1) سری نماز میں چونکہ آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، اور سکھانے کی نیت میں جہری قراءت قصداً ہوگی، تو اس صورت میں جان بوجھ کر واجب کا ترک پایا جائے گا۔ جبکہ جہری نماز میں بھی عورت کے لیے سراً قراءت مستحب ہے، اس لیے جہری نماز میں بلند آواز سے قراءت خلافِ اولیٰ ہوگی۔

(2) قراءت کے علاوہ بقیہ اذکار جیسے ثناء، تسبیحاتِ رکوع و سجود، التحیات، درود شریف وغیرہ میں مسنون یہی ہے کہ انہیں آہستہ آواز میں پڑھا جائے، اس لیے نماز کے سبھی اذکار کو بلند آواز سے پڑھنا طریقہ مسنونہ کے خلاف ہوگا۔

لہٰذا نماز میں تلاوت واذکار، نماز سکھانے کے لیے بھی اتنی بلند آواز سے نہ پڑھیں کہ اگر وہاں کچھ صفوف تصور کی جائیں تو ان میں ایک پوری صف وہ آواز سن سکے، اس سے کم آواز سے پڑھنے میں کہ جائے نماز میں ساتھ کھڑی ہوئیں ایک دو بچیوں تک آواز محدود رہے، حرج نہیں۔

اس تمام تر تفصیل پر ترتیب کے ساتھ کتب فقہ سے عبارات درج ذیل ہیں :

نماز میں نفسِ تلاوت واذکار سے مقصود کسی معنیٰ کا افادہ نہ ہو بلکہ محض آواز بلند کرنے سے کسی معنیٰ کا افادہ مقصود ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی، بحر الرائق میں ہے : ”أن الإفساد إنما حصل بحصول الحرف لا بمجرد رفع الصوت“ نماز کا فساد حرف کے وجود سے ہوتا ہے، محض آواز بلند کرنے سے نہیں۔ (بحر الرائق، ج 1، ص 386، دار الکتاب الاسلامی)

رد المحتار میں ہے : ”في المجتبى: لو سبح أو هلل يريد زجرا عن فعل أو أمرا به فسدت عندهما اهـ. قلت: والظاهر أنه لو لم يسبح ولكن جهر بالقراءة لا تفسد“ مجتبیٰ میں ہے : اگر نمازی نے کسی کو کسی

فعل سے روکنے یا کسی بات کا حکم دینے کے ارادے سے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا تو طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی : ۔ میں کہتا ہوں : اگر وہ تسبیح (وغیرہ) نہ کہے (ان نیتوں سے) فقط بلند آواز سے قراءت کرے تو نماز فاسد نہیں ہوگی ۔ (در مختار مع رد المحتار، ج 1، ص 621، دار الفکر)

امام اہل سنت سے سوال ہوا : "کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں اکثر لوگ بے پڑھے نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا کے فرض تنہا پڑھنے کی حالت میں تکبیرات انتقالیہ بجہر اس غرض سے کہتے ہیں کہ دوسرے نمازی معلوم کرلیں کہ یہ شخص فرض پڑھتا ہے اور شریک ہوجائیں اس صورت میں جہر کے ساتھ تکبیر کہنے سے نماز میں فساد ہوتا ہے یا نہیں؟ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے دوسرا شخص آیا اور منتظر اس امر کا ہے کہ یہ نمازی بجہر تکبیر کہے تو میں شریک ہوجاؤں، چنانچہ اس نے اس کی اطلاع کی غرض سے تکبیر جہر کے ساتھ کہی اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا صحیح؟ بینوا توجروا۔"

تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا "دونوں صورتوں میں اگر نمازیوں نے اصل تکبیرات انتقال بہ نیت ادائے سنت و ذکر الٰہی عزوجل ہی کہیں اور صرف جہر بہ نیت اطلاع کیا تو نماز میں کچھ فساد نہ آیا۔ ۔ ۔ اور شک نہیں کہ واقع ایسا ہی ہوتا ہے نہ یہ کہ نفس تکبیر ہی سے ذکر وغیرہ کچھ مقصود نہ ہو صرف بغرض اطلاع بہ نیت مذکورہ کہی جاتی ہو۔ ۔ ۔ تحقیق مقام یہ ہے کہ ان مسائل میں حضرات طرفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک اصل یہ ہے کہ نمازی جس لفظ سے کسی ایسے معنیٰ کا افادہ کرے جو اعمال نماز سے نہیں وہ کلام ہوجاتا اور مفسد نماز قرار پاتا ہے اگرچہ لفظہ فی نفسہ ذکر الٰہی یا قرآن ہی ہو اگرچہ اپنے محل ہی میں ہو۔ ۔ ۔ **اگر اصل لفظ سے کوئی امر بیرونی مقصود نہیں بلکہ صرف رفع صوت بقصد دیگر ہے تو یہاں کوئی لفظ ایسا نہ پایا گیا جس سے کسی خارج بات کا قصد کیا گیا ہو اور تنہا رفع صوت کلام نہیں تو مناط فساد متحقق نہ ہوا** ۔ ۔ ۔ بالجملہ جبکہ لفظ بقصد مفسد نہ ہو تو مجرد رفع صورت سے کسی معنیٰ زائد کا ارادہ مفسد نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 7، ص 269 تا 274، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اگرچہ سکھانے کی نیت سے بلند آواز سے قراءت واذکار نماز کو فاسد نہ کریں، لیکن اتنی بلند آواز میں پڑھنا جس پر جہر کی وہ تعریف صادق آئے جسے بہار شریعت میں ان الفاظ سے بیان کیا: "جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ جو صفِ اول میں ہیں سن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔ اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سُن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔" (بہارِ شریعت، ج 1، ص 544)

تو درج ذیل خرابیاں لازم آئیں گی:

(1) عورت کا بلند آواز سے قراءت کرنا علی الاطلاق تمام نمازوں میں منع ہے، سری نمازوں میں تو مرد و عورت دونوں پر واجب ہے کہ آہستہ قراءت کریں، لہٰذا اس کے متعلق جو منفرد مرد کا حکم ہے، وہی عورت کا بھی ہوگا، اور منفرد کے لئے سری نمازوں میں سری قراءت واجب ہے، اس حوالے سے ردالمحتار میں ہے: "والإسرار يجب على الإمام والمنفرد فيما يسر فيه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والأخريان من العشاء وصلاة الكسوف والاستسقاء كما في البحر، ولكن وجوب الإسرار على الإمام بالاتفاق، وأما على المنفرد فقال في البحر إنه الأصح وأنه الظاهر من المذهب" سری نمازوں میں امام و منفرد دونوں پر سری قراءت واجب ہے اور وہ ظہر، عصر، مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعتیں، نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں جیسا کہ بحر میں ہے، لیکن امام پر سر کا وجوب بالاتفاق ہے، رہا منفرد تو اس کے متعلق بحر میں فرمایا کہ وجوب ہی اصح ہے، اور مذہب کا ظاہر بھی یہی ہے۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، ج 01، ص 469، دار الفکر)

اور پھر خاص عورت پر بالتصریح وجوبِ سر کے حوالے سے رسائل الارکان میں ہے: "واما المرأة فيجب عليها الاخفاء في الصلاة" ترجمہ: نماز میں عورت پر آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ (رسائل الارکان، ص 208، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

یونہی عورتوں کے لئے جہری نمازمیں بھی جہر سے قراءت کی ممانعت ہے اور مستحب یہ ہے کہ آہستہ ہی قراءت کرے، حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: "المرأة تخالف الرجل في مسائل منها ولا تجهر في موضع الجھر" عورت نماز کے مسائل کے چند مقامات میں مردوں سے مختلف حکم رکھتی ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جہر کے مقامات میں جہر نہیں کرے گی۔ (حاشیۃ الطحطاوي علی مراقی الفلاح، ص: 259، دار الکتب العلمیۃ)

بحر الرائق کے الفاظ یہ ہیں: "ولا يستحب في حقها الجهر بالقراءة في الصلاة الجهرية" جہری نمازوں میں عورت کے حق میں جہر مستحب نہیں ہے۔ (بحر الرائق، ج 01، ص 339، دار الکتاب الاسلامی)

تو سری نمازمیں بلند آواز سے اگر قراءت کی تو وجوب کی جان بوجھ کر خلاف ورزی ہوگی، اور سکھانے کی نیت، قصداً آواز بلند کرنے کی صورت ہے۔ اور جہری نمازمیں چونکہ آہستہ پڑھنا مستحب ہے، اس لیے یہ خلافِ اولیٰ ہوگا۔

(2) قراءت کے علاوہ ذکرواذکار جن میں مسنون طریقہ آہستہ پڑھنا ہے، انہیں بلند آواز سے پڑھنا خلافِ سنت ہوگا، مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے: "(ويسن الاسرار بها) بالثناء وما بعده للآثار الواردة" ثناء اور اس کے بعد آنے والے اذکار آہستہ پڑھنا سنت ہیں، ان کے متعلق وارد ہونے والے آثار کی وجہ سے۔

اس کے تحت علامہ طحطاوی لکھتے ہیں: "منها قوله صلى الله عليه وسلم "خير الذكر الخفی" ان آثار میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "بہتر ذکر وہ ہے جو آہستہ آواز میں ہو۔" (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص 262، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0582

تاریخ اجراء: 01 ذوالحجۃ الحرام 1446ھ/29 مئی 2025ء